مقالات

محترمہ اُم سلمٰی علی محمد

سائنسی ارتقاء اور وحی الٰہی

پال کی نام نہاد عیسائیت کا یہ تصور کہ "مذہب انسان کی ذاتی معاملہ ہے" جب سیکولرزم کو اپنی مخصوص حکمت عملی کے تحت قبول کرنا پڑا تو اس نے اسلام کو بھی بدنام کرنے کے لئے سائنسی ترقی اور ٹیکنالوجی کے ساتھ متعارض ہونے کا پروپیگنڈا شروع کردیا جس کا ردعمل مسلمان دانشور طبقے پر یہ ہوا کہ انہوں نے تقریر و تحریر سے شریعت میں مشاہدہ و عقل کی اہمیت اور انسانی ترقی کی حوصلہ افزائی کے ساتھ انسان و کائنات کے بارے میں جو اشارات ملتے ہیں انہیں فلسفہ و سائنس کی تائید میں پیش کرنے کا اہتمام کیا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ قرآن و حدیث میں انسان اور کائنات کے بارے میں "کیوں" اور "کیسے" کے جوابات سے متعلق بھی بہت کچھ رہنمائی ملتی ہے جس سے سائنس و فلسفہ کو درست راہوں پر بھی ڈالا جاسکتا ہے لیکن یہ امر واضح رہے کہ خالق کائنات کا مقصد "وحی" سے سائنس و فلسفہ کی عقدہ کشائی نہیں بلکہ فطرتِ انسانی کو خیر و شر کے نکھار کے مقصد حیات کی روشنی مہیا کرنا ہے لہٰذا قرآن و حدیث کا مطالعہ اسی نکتہ نظر سے کرنا چاہئے۔ کیونکہ حضرت انسان واقعات کے خیر و شر کے ضمن میں خود واقعہ کی تفصیلات سے بھی قلبی اطمینان محسوس کرتا ہے۔ اس لئے واقعات میں تاریخ و آثار کی تصحیح کی حد تک قرآن نے بھی دلچسپی لی ہے تاہم صحیح علمی رویہ بھی بتادیا کہ اس علمی اختلاف میں کوئی فائدہ ہے اور نہ ہی اس کے بارے میں زیادہ اہتمام کی ضرورت ہے، چنانچہ قرآن میں اصحابِ کہف کی تعداد اور ان کے کتے کے بارے میں تاریخ دانوں کے مختلف اقوال ذکر کرکے قرآن نے نبی اکرم ﷺ کو نصیحت کی کہ ایسی باتیں لوگ عموماً رجماً بالغیب (اٹکل پچو) کرتے ہیں اور اصحابِ کہف کی تعداد (سات کے حوالے سے جبکہ آٹھواں کتا ہو) کی تردید کئے بغیر علمی رویہ یہی بتایا کہ ایسے معاملات کو اللہ کے سپرد کرنا مناسب ہوتا ہے۔ ایسی باتوں میں اُلجھنا نہیں چاہئے اور نہ ہی زیادہ کرید کی ضرورت ہے ﴿ وَ يَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ قُلْ رَّبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِم مَّا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِم مِّنْهُمْ أَحَدًا ﴾ "اور وہ کہتے ہیں: وہ سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا۔ آپ کہیں کہ میرا رب ان کی تعداد کو زیادہ بہتر جانتا ہے۔ ان کے بارے میں بہت کم لوگ علم رکھتے ہیں۔ سو ان کے بارے میں مت جھگڑا کریں۔ مگر سرسری جھگڑنا اور ان میں سے کسی سے اِن کا حل نہ پوچھیں" ــــ الغرض کتابِ رُشد و ہدایت قرآن کریم سے علوم انسانی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کا قبلہ درست کیا جاسکتا ہے لیکن ان علوم میں تفصیلی بحث اس کا موضوع نہیں۔ یہ بھی واضح رہنا چاہئے کہ اسلامی تعلیمات کسی قسم کی علمی تحقیق و تعلیم کی حوصلہ شکنی نہیں کرتیں بلکہ انسان کو مہمیز کرتی ہیں کہ وہ عجائبِ قدرت میں غور و فکر کرے تاکہ اس کی بنیاد پر اپنے ایمان و یقین کو مزید مستحکم کرلے۔ زیرِ نظر مضمون میں یہی طرزِ فکر پیش کیا گیا ہے۔ (محدث)

"مذہب و سائنس میں تضاد ہے" ـــــ یہ اہلِ مغرب اور مشرق کے مستغربین کا پسندیدہ نعرہ رہا ہے۔ چونکہ ان افراد کو شیطانی پروپیگنڈہ کے تمام وسائل حاصل رہے ہیں، اس لئے اس پروپیگنڈہ کی گونج دنیا بھر میں برپا کردی گئی۔

"مذہب" انسان کی اخلاقیات سے بحث کرتا ہے اور سائنس کا میدان، انسانی زندگی میں آسائش و ترقی رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان دونوں کے درمیان فرق ہے لیکن تضاد نہیں، ہاں اگر مذہب سے مراد پال (Pall) کی عیسائیت ہو تو پھر اہلِ مغرب کا شکوہ کسی حد تک بجا ہے کیونکہ اس مذہب، عیسائیت، میں عقل و دانش کی بات کرنا الحاد و بے دینی گردانا گیا ہے اور اس "جرمِ خرد مندی" پر کم و بیش بیس ہزار اہلِ دانش و علماءِ سائنس کو مختلف اذیتیں دی گئیں۔ اس عمل کا ردِ عمل یہ ہوا کہ مغرب میں کلیسا و حکمت کی وحدت، تقسیم سے بدل گئی اور حکومتی اُمور میں کلیسا کو کلیۃً بے دخل کرکے یہ نعرہ تخلیق کیا گیا کہ "مذہب ہر ایک کا ذاتی معاملہ ہے" گویا مذہبی رہنماؤں کو یہ باور کرایا گیا کہ ان کا مذہبی رویہ، تنگ نظری اور کارِ حکومت، عقلی، سائنسی ترقی، اِن دونوں کا ساتھ چلنا ممکن نہیں!

اہلِ مغرب سے ہمارا شکوہ یہ ہے کہ انہوں نے گھسیارے کی تلوار اور تیغِ براں میں فرق نہیں کیا، اور لکڑیوں کے باٹ سے سونے کو تولا۔ اس لئے کہ منسوخ و محرف عیسائیت اور دینِ فطرت: اسلام، میں بہرحال نمایاں فرق ہے۔ اسلام صرف اُخروی فلاح کا نہیں بلکہ دین و دنیا کی فلاح کا ضامن ہے؛ ﴿ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً ﴾ (اے ہمارے رب ہمیں دنیا بھی اچھی دیجئے اور آخرت بھی اچھی عطا فرمایئے) قرآن کی یہ دعا ایک بندۂ مومن کا مقصود ہے۔

عقلیات و سائنس کی تمام تر تحقیقات و اکتشافات کا مقصود کارِ دنیوی میں آسانی اور حیاتِ انسانی میں آسائش رہا ہے اور اسلام اس "دنیائے حسنہ" کے خلاف نہیں۔

قرآن نے انسانیت کو تعقل، تفکر، تذکر و تدبر کا سبق دیا اور مسلمانوں نے اپنے عقلی و سائنسی رویہ کی بدولت، علوم انسانی کو نمایاں ترقی دی، ایجادات و اختراعات کے میدان میں نمایاں کامیابیاں حاصل کیں اور جدید سائنس کی بنیاد رکھی۔ یہ سب کچھ رہینِ منت ہے قرآن کریم کا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اس کتابِ حقائق میں کوئی ایک لفظ بھی عقل و جدید سائنس ° کے خلاف نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ کتاب نازل کرنے والی اور کائنات کو پیدا کرنے والی ہستی ـــــ اللہ ـــــ ایک ہی ہے۔ تمام کائنات میں اسی ایک ہی کی قوت کار فرما ہے ارشاد ہے:

﴿ لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا ﴾

"اگر اس کائنات میں دو الٰہ °° ہوتے تو فساد برپا ہو جاتا"

کائنات کے ذرے (Atom) سے لے کر زمین تک کئی گنا بڑے سیاروں و کہکشاں (Glaxies) تک میں باہم توازن قائم ہے۔ پوری کائنات میں یہ توافق و ہم آہنگی، سائنس کے طالب علم کو توحید کی جانب لے جاتی ہے۔

قرآن کریم نے جن سائنسی حقائق کی جانب ہماری راہنمائی کی ہے، جدید سائنسی ترقی کے سبب اس کو سمجھنا آسان تر ہو گیا ہے اور ابھی کتنے ہی قرآنی اسرار باقی ہیں کہ جن کی تشریح میں سائنس کو خدا معلوم کتنا سفر کرنا پڑے گا۔

ذیل میں ہم نے صرف دو موضوعات پر قرآن و سائنس کے حوالے سے بحث کی ہے، جس سے قبل ہم تفسیر اور سائنس کی تعریف ذکر کریں گے:

تفسیر قرآن ـــــ جدید و قدیم مفسرین اور سائنس کی روشنی میں

تفسیر، معنی و مفہوم

تفسیر ایک ایسا علم جس کی مدد سے نبی اکرم ﷺ پر نازل شدہ قرآن کے معانی سمجھے جاتے ہیں اور اس کے احکام و مسائل اور اسرار و حِکَم سے بحث کی جاتی ہے۔[1]

(۲) جس میں بشری استطاعت کی حد تک اس امر سے بحث کی جاتی ہے کہ الفاظِ قرآنی سے خدا تعالیٰ کی مراد کیا ہے۔[2]

(۳) جس میں قرآنی آیات کے نزول اور ان کے متعلقہ اسبابِ نزول نیز مکی و مدنی، محکم

° سائنسی ارتقاء زیادہ مناسب لفظ ہے کیونکہ آج کی جدید سائنس مستقبل میں قدیم ہو سکتی ہے

°° خداؤں کے تعدد سے فساد لازم آنے کا تصور تو درست ہے جسے شرعی اصطلاح میں "دلیل تمانع" کہتے ہیں لیکن اس آیت کی یہ تفسیر نہیں۔ اس آیت میں پیدا کرنے والے "رب" کا تعدد زیر بحث ہی نہیں بلکہ معبود حق کا تعدد زیر بحث ہے کیونکہ اس آیت سے تعدد آلہہ (معبودان باطلہ) کی تردید مقصود ہے جو واقعاتی طور پر مشرکین نے گھڑ رکھے تھے۔ یہاں متعدد ارباب (کئی خداؤں) کی تردید مراد نہیں کیونکہ اس کے تو مشرکین قائل ہی نہ تھے۔ (محدث)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

و متشابہ، ناسخ و منسوخ، خاص و عام، مطلق و مقید، مجمل و مفسر، حلال و حرام وعد و وعید، امر و نہی اور عبرت و امثال وغیرہ سے بحث کی جاتی ہے۔ (۳)

سائنس، تعریف

وہ علم جس میں کائنات کا مطالعہ و مشاہدہ کیا جاتا ہے اور تجربات سے نئی ایجادیں کی جاتی ہیں۔ (۴)

(ا) مضمون ——— "کائنات کی ہر چیز جوڑا جوڑا ہے"

متعلقہ آیاتِ کریمہ

درج ذیل آیات اس مضمون کو ثابت کرتی ہیں:

۱۔ ﴿ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ ﴾ (۵)

"اسی نے ہر طرح کے پھلوں کے جوڑے پیدا کئے ہیں۔"

۲۔ ﴿ فَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ ﴾ (۶)

"سو زمین میں قسم قسم کی عمدہ چیزیں اُگا دیں"

۳۔ ﴿ خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا ﴾ (۷)

"اس نے تمام جوڑے پیدا کئے"

۴۔ ﴿ خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ..... لَا يَعْلَمُونَ ﴾ (۸)

"پاک ہے وہ ذات، جس نے جملہ اقسام کے جوڑے پیدا کئے خواہ وہ زمین کی نباتات میں سے ہوں یا خود ان کی اپنی جنس (یعنی نوع انسانی) میں سے یا ان اشیاء میں سے جن کو یہ جانتے تک نہیں"

۵۔ ﴿ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا وَمِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا ﴾ (۹)

"جس نے تمہاری اپنی جنس سے تمہارے لئے جوڑے پیدا کئے اور اسی طرح جانوروں میں بھی (انہی کے ہم جنس) جوڑے پھیلائے" (الشوریٰ:۱۱)

۶۔ ﴿ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴾ (۱۰)

"اور ہر چیز کے ہم نے جوڑے بنائے ہیں تاکہ تم اس سے سبق لو"

ان آیات میں ایک ہی موضوع بیان کیا گیا ہے یعنی یہ کہ ہر مخلوق جوڑا جوڑا ہے۔

طریقہ کار: ہم اولاً قدیم تفسیر میں ان آیات کی جو تفسیر کی گئی ہے، اس کے ضروری حصہ کو نقل کریں گے۔ پھر عصر جدید کے مفسرین نے ان آیات کی جو تشریح کی ہے اس کے اہم نکات کو درج کریں گے (یاد رہے کہ ہر مفسر نے ہر آیت کی مفصل تشریح نہیں کی، اس لئے ہم انہی فاضل مفسرین کا حوالے دیں گے جنہوں نے متعلقہ آیات کی تفسیر واضح طور پر کی ہے) اور آخر میں سائنس کے انکشافات و اکتشافات کو درج کرکے بتائیں گے کہ عصر حاضر کی سائنس کس طرح بتدریج ترقی کرکے جہاں تک پہنچی ہے کتاب اللہ نے چودہ صدیاں قبل ہی ان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقائق کی طرف ہمیں متوجہ کر دیا تھا۔

چند قدیم مفسرین کے تفسیری نوٹ

آیت ﴿ مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ ﴾ (۱۱)
کے حوالے سے تفسیر کشاف میں ہے:

﴿ جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ ﴾ خلق فيها من جميع انواع الثمرات زوجين حين مدّها۔ ثم تكاثرت بعد ذلك و تنوّعت و قيل اراد بالزوجين الأسود والا بيض والحلوّوالحامض والصغير والكبير وما أشبه ذلك من الاصناف المختلفة (۱۲)

﴿ جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ ﴾ سے مراد ہے کہ دنیا میں پھلوں کی بھی تمام اقسام کو جوڑا جوڑا پیدا کیا۔ بعد میں یہ پھل بکثرت اور متنوع ہوگئے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ الزوجین سے مراد سفید و سیاہ، میٹھا اور کھٹا، چھوٹا اور بڑا اور اسی طرح دیگر مختلف اضداد سے ہر شے کو زوجین پیدا کیا گیا"

تفسیر معالم تنزیل میں آیت ﴿ سُبْحَانَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا..... يَعْلَمُونَ ﴾ (۱۳) کی تفسیر اس طرح ہے:

(كلها) اى الاصناف كلها (مما تُنبت الارض) من الثمار والحبوب (ومن انفسهم) يعنى الذكور و الاناث (ومما لا يعلمون) مما خلق من الاشياء من دواب البر و البحر (۱۴)

"(كلها) یعنی تمام تر اصناف (مما تنبت الارض) مراد ہے پھل اور اناج (من انفسهم) بمعنی مرد و عورت (مما لا يعلمون) سے مراد ہے: زمین و سمندر میں اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ کثیر مخلوق"

تفسیر قرطبی میں ہے:

"الازواج الانواع والا صناف فكل زوج صنف لا نه مختلف فى الالوان والطعوم والاشكال والصغر والكبر فاختلافها هوازدواجها" (۱۵)

"اللہ تعالیٰ نے تمام انواع و اصناف میں زوجیت رکھی ہے اسی وجہ سے ان میں رنگ، ذائقے، شکل و صورت اور چھوٹے بڑے ہونے کا اختلاف ہے (جو ان کی زوجیت کی جانب، اشارہ کر رہا ہے)"

تفسیر بیضاوی و تفسیر خازن میں بھی قریب قریب یہی طرز تعبیر اختیار کیا گیا ہے۔ (۱۶) آیت کے آخری حصہ ﴿ مِمَّا لَا يَعْلَمُونَ ﴾ کی تفسیر کشاف میں یوں کی گئی ہے:

"مراد وہ جوڑے ہیں جن کا ہمیں ابھی علم نہیں ہے، وہ حیوانات و جمادات سے بھی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ممکن ہیں۔ اس علم کے نہ ہونے کا سبب یہ ہے کہ ان سے ہماری کوئی حاجت و ضرورت وابستہ نہیں ہے۔"

اور حضرت ابن عباس کے قول کے مطابق اس سے مراد وہ حدیث ہے کہ جس میں جنت کی نعمتوں کے متعلق فرمایا گیا کہ ان (نعمتوں) کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کان نے سُنا اور نہ ہی دل پر اس کا کوئی عکس پڑ سکا...... اور ہم لوگ اپنی کثرتِ معلومات کے باوجود ابھی اللہ کی کتنی ہی مخلوقات کا علم حاصل نہیں کرسکے" (١٧)

﴿ وَمِن كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ ﴾ (١٨) کی توضیح میں امام ابن کثیریوں فرماتے ہیں:

"تمام مخلوقات کو اللہ تعالیٰ نے جوڑا جوڑا پیدا کیا ہے: جیسے آسمان و زمین، دن رات، سورج و چاند، خشکی تری، اُجالا اندھیرا، ایمان کفر، موت حیات، نیکی بدی، جنت دوزخ، یہاں تک کہ حیوانات اور نباتات تک کے بھی جوڑے بنائے ہیں تاکہ ہمیں نصیحت حاصل ہو" (١٩)

جدید مفسرین کی آراء

ذیل میں ہم چند ایک اہم مفسرین کے تشریحی نوٹ ذکر کرتے ہیں، جس سے قدیم و جدید طرز تفسیر میں فرق نمایاں طور پر محسوس ہوگا۔ بعض مفسرین نے ایسی آیات میں بہت اختصار سے کام لیا ہے اور مضمون کی دوسری آیت کی بھی کوئی نمایاں تشریح نہیں کی۔ جہاں بھی مفصل اور ہمہ جہت تحقیق کوشش کی ہے، ہم نے اسے بالاختصار نقل کردیا ہے۔

عجیب نکتہ

مولانا امین احسن اصلاحی، تدبر قرآن میں آیت ﴿ سُبْحَانَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنبِتُ الْأَرْضُ........ ﴾ کی تشریح میں ایک عجیب نکتہ بیان کرتے ہیں کہ

"جب ہر چیز جوڑا جوڑا ہے اور ہر چیز اپنے جوڑے سے مل کر اپنے مقصد کو پورا کرتی ہے تو لازم ہے کہ اس دنیا کا بھی کوئی جوڑا ہو ورنہ یہ بالکل بے مقصد اور بے غایت ہو کے رہ جاتی ہے اور یہ بات ایک حکیم خالق کی شان سے بعید ہے کہ وہ کوئی عبث اور بے مقصد کام کرے چنانچہ اس دنیا کے اس خلا کو بھرنے کے لئے اس نے آخرت بنائی ہے" (٢٠)

مولانا وحید الدین خان اس آیت کے کچھ اور پہلو نمایاں کرتے ہیں:

"یہاں کی تمام چیزوں کا جوڑے جوڑے ہونا، مادہ میں مثبت و منفی ذرے، نباتات میں نر اور مادہ، انسان میں عورت اور مرد، اس سے کائنات کا یہ مزاج معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اشیاء کی کمی کو اس کے جوڑے کے ذریعے تکمیل کرنے کا قانون رائج ہے۔

یہ قرینہ ہے کہ جو آخرت کے امکان کو ثابت کرتا ہے آخرت کی دنیا گویا موجودہ دنیا کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا جوڑا ہے جس سے مل کے ہماری دنیا اپنے آپ کو مکمل کرتی ہے" (۲۱)

تفسیر ماجدی میں ہے:

"جدید سائنس کا یہ ایک مشہور مسئلہ ہے کہ نر و مادہ کا وجود کائنات کی ہر صنفِ موجود میں پایا جاتا ہے یہاں تک کہ حیوانات سے گذر کر نباتات بلکہ جمادات میں بھی" (۲۲)

سید قطب اس موضوع کو یوں کھولتے ہیں کہ:

"ذروں میں منفی و مثبت جوڑے ہیں، اس لئے ایسے ہی ہزارہا ستارے جو دو مربوط ستاروں سے مرکب ہیں، وہ ایک دوسرے کو مضبوطی سے باندھتے ہیں اور ایک ہی ادوار میں گھومتے ہیں گویا کہ یہ سُر ہیں جو ایک مرتب نغمہ سے نکلتے ہیں" (۲۳)

علامہ جوہری طنطاوی فرماتے ہیں:

"وفي الارض ازواج النبات و الحيوان والا نسان فمنها الذكران والاناث ومن نبات ذكر وانثى" (۲۴)

"انسان و حیوانات کی طرح، نباتات و زمین کی ہر پیداوار میں قانون تزویج کام کر رہا ہے"

تفہیم القرآن میں اس آیت کی ذیل میں یہ تشریح ہے:

"انسان اور حیوان کی نسلیں تو جوڑا جوڑا ہیں ہی، نباتات کے متعلق بھی انسان جانتا ہے کہ ان میں تزویج کا اصول کام کر رہا ہے حتیٰ کہ بے جان مادوں تک میں بھی مختلف اشیاء جب ایک دوسرے سے جوڑ کھاتی ہیں تب کہیں ان سے طرح طرح کے مرکبات وجود میں آتے ہیں خود مادے کی بنیادی ترکیب منفی اور مثبت، برقی توانائی کے ارتباط سے ہوئی ہے۔ یہ تزویج ہے جس کی بدولت ساری کائنات وجود میں آئی ہے" (۲۵)

پیر کرم شاہ اس آیت کی تشریح یوں کرتے ہیں کہ

"اس رب نے زمین سے جو چیزیں بھی بنائی ہیں انہیں جوڑا جوڑا بنایا ہے۔ نر اور مادہ کا سلسلہ درختوں، پودوں، پھلوں، پھولوں، جھاڑیوں، گھاس، غرض کہ جو چیز زمین سے اگتی ہے اس کو نر اور مادہ میں تقسیم کر دیا ہے اور ﴿ جَعَلْنَا الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ ﴾ (۲۶) سے بتا دیا ہے کہ تلقیح کا عمل صرف حیوانات کی دنیا تک محدود نہیں بلکہ حیوانات نباتات اور ایسی اجناس جن کو تم ابھی جانتے بھی نہیں ہو، وہاں تک پھیلا ہوا ہے" (۲۷)

﴿ سُبْحَانَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا ﴾ (۲۸) کے حوالے سے تفہیم القرآن میں ہے:

"جوڑوں سے مراد، صرف نوع انسانی کے زن و مرد اور حیوانات و نباتات کے نر و مادہ ہی نہیں ہیں بلکہ دوسری بے شمار چیزیں بھی ہیں جن کو خالق نے ایک دوسرے کا جوڑا بنایا ہے" (۲۹)

﴿ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ ﴾ (۳۰) کی تشریح میں سید قطب لکھتے ہیں:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

"ممکن ہے زوجین کا یہی قاعدہ ساری کائنات میں جاری ہو- جدید ترین علمی بحث یہی ہے کہ کائنات کی تخلیق کی بنیاد ذرہ ہے اور اس میں مثبت و منفی اثرات کارفرما ہیں اور معلوم ہوا کہ جدید سائنس بھی اسی راہ پر آرہی ہے" (۳۱)

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

"دنیا کی تمام اشیاء تزویج کے اصول پر بنائی گئی ہیں- یہ سارا کارخانہ عالم اس قاعدے پر چل رہا ہے کہ بعض چیزوں کا بعض چیزوں سے جوڑ لگتا ہے...... یہاں کوئی ایسی شے بھی منفرد نہیں ہے کہ دوسری شئے سے اس کا جوڑ نہ ہو بلکہ ہر چیز اپنے جوڑے سے مل کر ہی نتیجہ خیز ہوتی ہے" (۳۲)

شیخ طنطاوی کی طویل تفسیری عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ

"اللہ نے ہر چیز جوڑا جوڑا پیدا فرمائی ہے- نظام انسان و نظام نباتات سب جوڑا جوڑا ہیں حتیٰ کہ پتوں میں بھی نر اور مادہ ہیں اور ان کی نشوونما کا عمل برابر جاری ہے- پھر انہوں نے مختلف بیجوں کی مثالیں دے کر بتایا ہے کہ کس طرح یہ بیج تدریجاً بلوغ تک پہنچتے اور نسل کشی کا عمل کرتے ہیں- پھولوں اور دیگر نباتات میں یہ عمل ایک حیرت انگیز توافق اور تدبیر کے ساتھ چل رہا ہے۔(۳۳)

قدیم و جدید طرزِ تفسیر میں فرق

قدیم تفاسیر میں ان آیات سے مراد انسانوں کے جوڑے ہیں یا پھر اضداد یعنی بلندی پستی نیکی بدی وغیرہ کا مفہوم لیا گیا ہے اور انہوں نے ﴿ مِمَّا لَا يَعْلَمُونَ ﴾ میں کچھ احتمالات ظاہر کے ہیں-

جبکہ عہد جدید کے مفسرین نے سائنسی ترقی اور انسانی علوم کے ارتقاء کے سبب ان آیات کے مخفی گوشے بے نقاب کئے ہیں- یہاں کہیں عملِ تلقیح کی تشریح ملتی ہے تو کہیں مثبت و منفی برق پاروں کی تکرار اور یہ کہ نباتات کے ساتھ جمادات بھی جوڑا جوڑا ہیں- جدید تفسیر میں اس حوالے سے احتمالات کے مقابلے میں یقین زیادہ ہے اور قریب قریب تمام مفسرین ہی سائنسی علو سے استفادہ کرتے نظر آتے ہیں-

جدید سائنس کا نظریہ

معروف ماہرِ طبیعات اینڈرسن کہتے ہیں:

"یہ تصور طبیعات میں بنیادی اصول کی حیثیت رکھتا ہے کہ کائنات میں ہر ذرے کا ایک برقی پارا اور چکر ہوتا ہے- جب ایک جوہر بنتا ہے تو اس کا مخالف ایک جڑواں بھی بن جاتا ہے-"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیو کلیائی فزکس کا اصول ہے کہ "جوہر یا ذرے کا ایک مخالف جڑواں بھی موجود ہوتا ہے۔"

جوڑوں کی اقسام

(۱) انسانوں کے جوڑے جیسے مرد و عورت

(۲) حیاتیاتی طور پر مخالف جوڑے جیسے پودے وغیرہ

(۳) وہ جوڑے جو اپنی مادی اور کیمیائی خصوصیات میں مختلف ہوتے ہیں جیسے دھاتیں وغیرہ

(۴) مادی طور پر مخالف جوڑے یعنی مثبت و منفی برقی جوہر اور برقی چارج کا الٹ ہونا۔

(۵) مقناطیسی مخالف جوڑے

(٦) ایسے جوڑے جو ہم نہیں جانتے۔ مثلاً

(i) توانائی کے اخراج اور تحلیل یا جذب ہونے کے عمل کو کائناتی علم طبیعات نے اب تسلیم کیا ہے۔

(ii) تاروں کے اُن جھرمٹوں کو بھی اب انسانوں نے سمجھنا شروع کردیا ہے۔ یہ ایسے خطے ہیں جو جڑواں صورت میں ہیں مگر ایک دوسرے کے سلسلے میں مکمل طور پر مخالف اثر اندازی کرتے ہیں۔

(iii) کشش اور دور ہٹانے والی قوتیں، خاص طور پر کشش ثقل کی قوتیں، مرکز گذیدہ قوتوں کی وجہ سے ساکن ہوجاتی ہیں اگر ان دو قوتوں میں یہ مخالفت موجود نہ ہوتی تو یا تمام ستارے اپنے اپنے سورجوں میں گر جاتے یا پھر باہری کُرے میں گم ہوجاتے۔ یہ حقیقت ہے کہ کائنات میں کششِ ثقل اور گردشی حرکت نے ناقابل یقین توازن قائم کر رکھا ہے اور یہ عجوبہ مزید حیران کُن بن جاتا ہے جب ہم اِسے اپنی زمین اور کائنات کے مقابل میں دیکھتے ہیں۔

زمین کے ساتھ شمسی نظام بنانے کے علاوہ ہمارے سیارے بھی اسی قسم کا گردشی توازن اپنے اپنے سٹیلائٹ (اقمار) کے ساتھ قائم رکھتے ہیں۔ پھر یہ چھوٹے چھوٹے سیارے سورج کے گرد چکر کا ایک اور نظام تشکیل دیتے ہیں۔

اس طرح نو سٹیلائٹ (اقمار) اور ان کے بہت سے اقمار سورج کے گرد مختلف محور وں میں گردش کرتے ہیں اس طرح یہ کائناتی اجسام سورج میں گرنے سے بچے رہتے ہیں۔ اس کے جواب میں سورج ان اجسام کو ان کے محور میں توازن مہیا کرتا ہے تاکہ وہ فضائے بسیط (Space) میں گم نہ ہوجائیں۔

اسی پر بات ختم نہیں ہوجاتی بلکہ ایک مزید گردش کا نظام یا گردش کا ایک جوڑا بھی ہے۔ جس میں ستاروں کی ثریا (Milky Way Glaxy) ہے۔ اسی طرح ہماری زمین سورج سمیت ایک اور محور پر گردش کررہی ہے یہ سفر بھی پچیس کروڑ سالوں میں پورا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہوتا ہے۔(۳۴) ـــــ ان نامعلوم جوڑوں کا ہمیں اب علم ہوا ہے۔

اس طرح ہم نے قرآنی معجزات کے رازوں کے جوڑوں کی ایسی مثالیں ڈھونڈ نکالی ہیں جن کو ہم کل تک نہیں جانتے تھے۔ یہ یقیناً قرآن کا اعجاز ہے کہ قافلہ انسانیت جوں جوں سائنس و فن میں ترقی کرتا جاتا ہے، توں توں قرآنی اسرار و رموز بھی ہم پر کھلتے جاتے ہیں، اسے بالیقین معجزہَ قرآنی ہی کہا جائے گا۔

(۲) مضمون ـــــ دو پانیوں کا سنگم

آیاتِ کریمہ

درج ذیل آیات ہیں جو اس مفہوم کو ثابت کرتی ہیں:

﴿ وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَّحْجُورًا ﴾ (۳۵)

"اور وہی ہے جس نے دو سمندروں کو ملا رکھا ہے: ایک لذیذ و شیریں، دوسرا تلخ و شور اور دونوں کے درمیان ایک پردہ حائل ہے، ایک رکاوٹ ہے جو انہیں گڈمڈ ہونے سے روکے ہوئے ہے"

﴿ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ، بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ ﴾ (۳۶)

"دو سمندروں کو اس نے چھوڑ دیا کہ باہم مل جائیں، پھر بھی ان کے درمیان ایک پردہ حائل ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کرتے"

قدیم طرزِ تفسیر

مفسرِ قرآن علامہ ابن کثیر نے پانی کی دو تقسیمیں کی ہیں:

۱۔ نہروں، چشموں، کنوؤں کا پانی، یہ شیریں ہے۔

۲۔ سمندروں کا پانی، یہ کڑوا ہے۔

پھر سمندر کے پانی ایسے ہیں جو بہتے نہیں بلکہ وہیں متلاطم ہیں اور اُدھر ہی موجیں مارتے ہیں اور ان کا مدوجزر بھی سمندر میں ہی ہوتا ہے۔

کھارے پانی کا مصرف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

یہ پانی ہواؤں کو صاف ستھرا کر دیتا ہے۔ یہ فضا و پانی کی بو کو ختم کرتا ہے اور جو سمندری جانور پانی میں مرجاتے ہیں، ان کی سرانڈ کو ختم کر دیتا ہے۔(۳۷)

مفسر بیضاوی اس کی تشریح اس طرح کرتے ہیں:

"ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا باہر سے کسی چیز نے داخل ہو کر سمندر کو پھاڑ دیا ہے اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس طرح یہ دھار میلوں تک گھستی چلی جاتی ہے اور بیچ میں پانی ذرا بھی مختلط نہیں ہوتا" (۳۸)

تفسیر کبیر میں ہے: (۳۹)

"المراد وَالْبَحْرُ: العذب هذه الاودية ومن الأُجَاجِ: البحار الكبار"

مشہور تفسیر جلالین میں ہے:

(مرج البحرين) أرسلهما متجاورين (هذا عذب فرات) شديد العذوبة (وهذا ملح اجاج) شديد الملوحة (جعل بينهما برزخا) حاجزا لا يختلط احدهما بالآخر (وحجرا محجورا) اى سترا ممنوع به اختلاطهما" (۴۰)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی اس آیت کی تشریح اس طرح فرماتے ہیں:

"میٹھے سمندر سے مراد بڑے دریا ہیں جیسے نیل و فرات، اور سمندر سے یہی بڑا سمندر مراد ہے جو نمکین اور کڑوا ہے اور برزخ سے مراد وہ خطہ ارضی ہے جو سمندر اور بڑے دریاؤں کے وسط میں حائل ہے" (۴۱)

﴿ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴾ (۴۲)

ابن کثیر اس آیت کی تشریح کرتے ہیں:

"دونوں سمندر اپنی رفتار سے چل رہے ہیں۔ ایک کا پانی میٹھا ہے اور ایک کا کھارا، دونوں ملتے نہیں بلکہ ان میں حجاب ہے۔ پھر ابن جریر کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ اس سے مراد آسمان کا دریا ہے۔" (۴۳)

تفسیر مظہری میں اس آیت سے متعلق کچھ اقوال مزید درج ہیں:

"حسن بصری" کے نزدیک بحر روم اور بحر ہند مراد ہیں۔ قتادہ" بحر روم اور بحر فارس مراد لیتے ہیں اور یہاں برزخ سے جزائر مراد ہیں۔ مجاہد" و ضحاک" کے نزدیک یہاں آسمان کا سمندر اور زمین کا سمندر مراد ہے۔" (۴۴)

جدید مفسرین کا طرزِ تفسیر

تفسیر حقانی میں اس آیت کے ذیل میں یہ نکتہ بیان کیا گیا ہے کہ

"انسان خود مرج البحرین ہے۔ ایک قویٰ ملکوتیہ کا دریا جو در حقیقت نہایت شیریں و خوشگوار اور دوسرا قویٰ حیوانیہ کا دریا جو تلخ ہے۔ ان دونوں کے درمیان حدِ فاصل عقلِ کامل ہے۔" (۴۵)

تفسیر عثمانی میں مولانا عثمانی" مختلف دریاؤں کی مثالیں دے کر فرماتے ہیں:

"ان شواہد کے بعد خدا کی قدرت دیکھو کہ کھارے اور میٹھے پانی، دونوں دریاؤں کے پانی کہیں نہ کہیں مل جانے کے باوجود بھی کس طرح ایک دوسرے سے ممتاز رہتے ہیں.....

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے دونوں دریا الگ الگ اپنے مجریٰ میں چلائے اور دونوں کے درمیان میں، بہت جگہ زمین حائل کر دی اور اس طرح آزاد نہیں چھوڑا کہ دونوں زور لگا کر درمیان سے زمین کو ہٹا سکیں اور میٹھا کھاری اور کھاری میٹھا ہو جائے گویا باعتبار اوصاف کے ہر ایک دوسرے سے الگ رہنا چاہتا ہے۔ (۴۶)

بعض مفسرین نے یہ رائے اختیار کی ہے کہ سطح زمین کے نیچے پانی کے دو مستقل نظام جاری ہیں۔ ایک سلسلہ آبِ شور کا ہے۔ دوسرا سلسلہ آبِ شیریں کا۔ کائنات کے واسطے دونوں اپنی جگہ نہایت ضروری ہیں۔

آیت میں اس حکمت و صنعت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ دونوں نظام پوری طرح قائم بھی ہیں اور پھر ایک دوسرے گڈمڈ اور مدغم بھی نہیں ہو پاتے۔ (۴۷)

مفسر طنطاوی کہتے ہیں کہ

"یہ پانی جو میٹھا کڑوا ہوتا ہے۔ ایسے مرج البحرین کی مثالیں نیل، فرات، دجلہ، بحرِ ابیض، خلیج فارس وغیرہ میں ہیں اور یہ پانی کسی جگہ پر اپنے گرم اور ٹھنڈا ہونے کے باوجود بھی ایک خاص حد تک آپس میں نہیں مل پاتا۔" (۴۸)

تفہیم القرآن میں ان مقامات کی مزید وضاحت بھی مذکور ہے کہ

"خلیج فارس میں ایک مقام پر آبِ شور کے نیچے آبِ شیریں کے چشمے ہیں، ماضی قریب میں ایک امریکن آئل کمپنی بھی دوران کار خلیج کے انہیں چشموں سے شیریں پانی حاصل کرتی تھی۔ علاوہ ازیں بحرین کے مقام پر سمندر کی تہہ میں آبِ شیریں کے چشمے ہیں۔" (۴۹)

﴿ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ، بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴾ (۵۰)

سید قطب اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں:

"کرۂ ارض میں پانی کی اس انداز میں تقسیم محض اتفاقات میں سے نہیں ہے بلکہ یہ نظام اللہ کی طرف سے ایک عجیب انداز کے ساتھ مقدر ہے۔ سخت کڑوا پانی زمین کے تقریباً تین چوتھائی حصے کو محیط ہے اور اس کے بعض حصے بعض سے متصل ہیں۔ خشکی زمین کے صرف ایک چوتھائی حصہ پر پر محیط ہے اور نمکین کڑوے پانی کی یہ مقدار زمین کی فضا کو پاک رکھنے اور اس کی حفاظت کے لئے اور اسے انسانی زندگی کے لائق بنانے کے لئے ضروری ہے۔"

پھر سید قطب، سائنس اکیڈمی آف نیویارک کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"زمین سے ہمیشہ ہر وقت گیس اُٹھتی رہتی ہے جو زیادہ تر زہریلی ہے مگر واقعاتی زندگی میں وہ ہوا ظاہر نہیں ہوتی اور اس کی وہ نسبت قائم رہتی ہے جو زمین میں انسانی زندگی کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قیام و بقاء کے لئے ضروری ہے اور اس عظیم توازن کا ذریعہ پانی کا وہ بہت بڑا حصہ ہے جسے سمندر کہا جاتا ہے۔

تفسیر فی ظلال القرآن میں مزید فرماتے ہیں:

"تقریباً تمام دریا اور نہریں سمندروں میں گرتے ہیں اور وہی زمین کے نمکین مادے سمندروں کی طرف منتقل کرتے ہیں۔ مگر دریا سمندروں پر نہیں چڑھتے حالانکہ وہ بلند ہوتے ہیں اور اسی طرح سمندر دریاؤں پر نہیں چڑھ سکتے اور نہ ہی اپنی تلخی کو دریاؤں میں پھیلا سکتے ہیں۔ چنانچہ دریاؤں کی طبیعت و فطرت سمندر کی طبیعت کو نہیں بدل سکتی۔ دریا جو کہ میٹھا ہے، میٹھا ہی رہتا ہے اور سمندر جو کڑوا ہے وہ کڑوا ہی رہتا ہے۔ اللہ کی قدرت کا یہی پردہ ہے جو ان کے درمیان ہے جس کے باعث یہ دونوں اپنی اپنی حدوں میں رہتے ہیں۔" (۵۱)

قدیم وجدید طرزِ تفسیر کا فرق

قدیم مفسرین نے ان دو پانیوں سے مراد کہیں بحر روم اور بحر فارس لئے ہیں اور کہیں آسمان و زمین کا سمندر وغیرہ

عصر جدید کے مفسرین کرام نے جدید معلومات اور سائنسی ترقی سے فائدہ اٹھا کر ان دونوں پانیوں کی آپس میں نہ ملنے کی وجوہات بیان کی ہیں اور پھر ان مقامات تک کی نشاندہی کر دی ہے جہاں آبِ شور اور آبِ شیریں مل کر چلتے ہیں اور باہم مختلط نہیں ہوتے۔

سائنسی ارتقاء (جدید سائنس)

موریس بوکائیے لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ نہایت عام ہے کہ سمندر کا کھارا پانی دریا کے تازہ پانی سے ایک دم نہیں مل جاتا۔ قرآن اس چیز کا حوالہ پانی کی اس رَو کے سلسلے میں دیتا ہے جہاں درمیان میں ایک باریک سا پردہ ہوتا ہے۔ دجلہ و فرات کی اچھوری قرار دیا جاتا ہے جہاں یہ دونوں دریا مل کر اس سمندر کی ابتداء کرتے ہیں جو سو میل سے زیادہ (جسے شط العرب کہا جاتا ہے) پر محیط ہے۔ خلیج کے اندرونی حصوں میں مدوجزر کا اثر اس خوش آئند واقعہ کو جنم دیتا ہے جس میں تازہ پانی خشکی کے اندر تک چڑھ آتا ہے اور اس طرح یقینی طور پر آبیاری ہو جاتی ہے۔ (۵۲)

دو پانیوں کے سنگم انسان کے مشاہدے میں آچکے ہیں مگر یہ واقعہ کس قانونی فطرت کے تحت ہوتا ہے۔ یہ بھی حال میں دریافت کیا گیا ہے جدید تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ رقیق اشیاء میں سطحی تناؤ (Surface Tension) کا ایک خاص قانون ہے اور یہی دونوں قسم کے پانی کو الگ الگ رکھتا ہے۔ چونکہ دونوں سیالوں کا تناؤ مختلف ہوتا ہے، اس لئے وہ دونوں کو اپنی اپنی حد میں روکے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

رہتا ہے۔ آج کل اس قانون کو سمجھ کر جدید دنیا نے بے شمار فوائد حاصل کئے ہیں۔

قرآن نے ﴿ بینھما برزخ لا یبغیٰن ﴾ کے الفاظ بول کر اس واقعہ کی ایسی تعبیر کی جو قدیم مشاہدہ کے اعتبار سے بھی ٹکرانے والی نہیں تھی اور اب جدید دریافت پر بھی وہ پوری طرح حاوی ہے کیونکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ برزخ (آڑ) سے مراد وہ سطح کا تناؤ (Surface Tension) ہے جو دونوں قسم کے پانی کے درمیان پایا جاتا ہے اور جو دونوں کو مل جانے سے روکے ہوئے ہے۔

سطحی تناؤ کے قانون کو ایک سادہ سی مثال سے سمجھا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر آپ گلاس میں پانی بھریں تو وہ کنارے تک پہنچ کر فوراً بہنے نہیں لگے گا بلکہ گلاس کے کنارے سے معمولی سا بلند ہو کر اوپر گولائی میں ٹھہر جائے گا۔

گلاس کے کناروں کے اوپر پانی کی مقدار کیسے ٹھہرتی ہے، وجہ یہ ہے کہ رقیق اشیاء کی سطح کے سالمات (Molecules) کے بعد چونکہ کوئی چیز نہیں ہوتی، اس لئے ان کا رخ اندر کی طرف ہوجاتا ہے۔اس طرح کے سالمات کے درمیان کششِ اتصال بڑھ جاتی ہے اور قانونِ اتصال (Cohosion) کے عمل کی وجہ سے پانی کی سطح کے اوپر ایک قسم کی لچک دار جھلی (Elastic Film) سی بن جاتی ہے اور پانی گویا اس کے غلاف میں اس طرح ملفوف ہوجاتا ہے۔ جیسے پلاسٹک کی سفید جھلی میں پسا ہوا نمک ملفوف ہوتا ہے۔ سطح کا یہی پردہ اوپر اُبھرے ہوئے پانی کو روکتا ہے۔ یہ پردہ اس حد تک قوی ہوتا ہے کہ اگر اس کے اوپر سوئی ڈال دی جائے تو وہ ڈوبے گی نہیں بلکہ پانی کی سطح پر تیرتی رہے گی، اسی کو سطحی تناؤ کہا جاتا ہے اور یہی وہ سبب ہے جس کی بنا پر تیل اور پانی ایک دوسرے میں حل نہیں ہوتے اور یہی وہ آڑ ہے جس کی وجہ سے کھارے پانی اور میٹھے پانی کے دو دریا مل کر بہتے ہیں۔ مگر ایک کا پانی دوسرے میں شامل نہیں ہوتا۔ (۵۳)

مذہب و سائنس کا باہمی تعلق

قرآن حقائق اور سائنسی علوم میں کوئی تباین و تضاد نہیں۔ ان کا باہم جو تعلق ہے، وہ کیا ہے؟ مولانا وحید الدین خان اِسی کا جواب دیتے ہیں:

> "مذہب اور سائنس دونوں ہی ایمان بالغیب پر عمل کرتے ہیں۔ مذہب کا اصل دائرہ اشیاء کی اصل و آخری حقیقت متعین کرنے کا دائرہ ہے، سائنس اسی وقت تک مشاہداتی علم ہے جب وہ ابتدائی اور خارجی مظاہر پر کلام کر رہی ہو جہاں وہ اشیاء کی آخری اور حقیقی حیثیت متعین کرنے کے میدان میں آتی ہے۔ جو کہ مذہب کا اصلی میدان ہے تو وہ بھی ٹھیک اسی طرح "ایمان بالغیب" کا طریقہ اختیار کرتی ہے جس کا "الزام" مذہب کو دیا جاتا ہے کیونکہ اس میدان میں اس کے سوا چارہ نہیں۔" (۵۴)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم کی فوقیت

قرآن کریم جس طرح ڈیڑھ ہزار برس کے دور میں برحق تھا، آج بھی وہ اسی طرح برحق ہے- زمانے کے گزرنے سے اس کی صداقت میں کوئی فرق نہیں آیا- یہ واقعہ اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ یہ ایک ایسے ذہن سے نکلا ہوا کلام ہے جس کی نگاہ ازل سے ابد تک محیط ہے جو سارے حقائق کو اپنی اصل شکل میں جانتا ہے جس کی واقفیت زمانے اور حالات کی پابند نہیں- اگر یہ محدود نظر رکھنے والے انسان کا کلام ہوتا تو بعد کا زمانہ اسی طرح اس کو غلط ثابت کردیتا، جیسے ہر انسانی کلام بعد کے زمانے میں غلط ثابت ہوچکا ہے، یہی حال سائنس کا بھی ہے کہ ذہنی ارتقاء اور مشاہدات و تجربات کی وسعت کے بعد نظریات یکسر تبدیل ہوجاتے ہیں-

کائنات کی بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن کے متعلق دور سابق کے لوگ کچھ نہ کچھ جانتے تھے مگر ان کا یہ علم ان دریافتوں کے مقابلے میں بے حد ناقص اور ادھورا تھا جو بعد کی علمی ترقی کے دور میں انسان کے سامنے آئیں- قرآن کی شکل یہ تھی کہ وہ کوئی سائنسی کتاب نہیں تھا- اس لئے اگر وہ عالم فطرت کے بارے میں یکایک نئے نئے انکشافات لوگوں کے سامنے رکھنا شروع کردیتا تو انہیں چیزوں پر بحث چھڑ جاتی اور اس کا اصل مقصد ذہن کی اصلاح، پس پشت چلا جاتا- یہ قرآن کا اعجاز ہے کہ اس نے علمی ترقی سے بہت پہلے کے زمانے میں اس طرح کی چیزوں پر کلام کیا اور ان کے بارے میں ایسے الفاظ استعمال کئے، جس میں دور سابق کے لوگوں کے لئے تو وحشت کا کوئی سامان نہیں تھا، اور اسی کے ساتھ بعد کے انکشافات کا بھی وہ پوری طرح احاطہ کئے ہوتے تھے-

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ سچے دین اور سائنس میں کبھی تضاد نہیں ہوسکتا- اگر سائنس نے کوئی دعویٰ کیا اور مذہب ـــــ اسلام ـــــ نے اس کی تائید نہیں کی تو تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ سائنس کو اپنی غلطی مان کر، مذہب کے در پر سربسجود ہونا پڑا-

اس لئے ہم اربابِ علم و علماء سائنس کو یہ تجویز پیش کرتے ہیں کہ انہیں "قرآنی سائنس" پر کام کرنا ہوگا- اس لئے کہ آج دنیا میں پائیدار امن اور حقیقی خوشحالی، محض سائنس کی بدولت نہیں بلکہ قرآن و دینی سائنس کی بدولت آسکتی ہے کیونکہ قرآن کی بنیاد پر استوار سائنس میں کسی بھی انداز میں انسان کا استیصال نہیں ہوگا- جغرافیائی و لسانی اور دیگر امتیازات کو روا نہیں رکھا جائے گا بلکہ اس میں کل انسانیت کی فلاح و ترقی مقصود ہوگی اور آج دنیا اسی ترقی کی تلاش میں ہے-

اور اسی پر کام ـــــ بھرپور کام ـــــ کرنے کی اشد ضرورت ہے

﴿ و لقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر ﴾ (سورۃ القمر)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالہ جات

۱۔ الاتقان فی علوم القرآن، ج:۲، ص:۱۷۲ ـــ ۲۔ ابو محمد سلامہ، منبع الفرقان، ج:۲، ص:۴ ـــ ۳۔ الاتقان، ج:۲، ص:۱۷۴ ـــ ۴۔ اردو انسائیکلو پیڈیا، ص:۵۶۵ ـــ ۵۔ الرعد:۳ ـــ ۶۔ لقمان:۱۰ ـــ ۷۔ الزخرف:۱۲ ـــ ۸۔ یٰسین:۳۶ ـــ ۹۔ الشوریٰ:۱۱ ـــ ۱۰۔ الذاریات:۴۹ ـــ ۱۱۔ الرعد:۴ ـــ ۱۲۔ تفسیر کشاف، ج:۲، ص:۵۱۲ ـــ ۱۳۔ یٰسین:۳۶ ـــ ۱۴۔ معالم تنزیل، ج:۴، ص:۱۲ ـــ ۱۵۔ تفسیر قرطبی، ج:۱۵، ص:۲۶ ـــ ۱۶۔ تفسیر بیضاوی:۳۲۸، تفسیر خازن، ج:۳، ص:۵۲ ـــ ۱۷۔ تفسیر کشاف، ج:۴، ص:۱۵ ـــ ۱۸۔ الذریت:۴۹ ـــ ۱۹۔ تفسیر القرآن العظیم، ج:۵، ص:۱۱۴ ـــ ۲۰۔ تدبر قرآن، ج:۵، ص:۴۲۱ ـــ ۲۱۔ تذکیر القرآن، ج:۲، ص:۱۲۰ ـــ ۲۲۔ تفسیر ماجدی، ج:۲، ص:۸۸۶ ـــ ۲۳۔ تفسیر فی ظلال القرآن، ج:۵، ص۲۰۸ ـــ ۲۴۔ جواہر القرآن، ج:۱۷، ص:۱۵۰ ـــ ۲۵۔ تفہیم القرآن، ج:۴، ص:۲۵۹ ـــ ۲۶۔ الحجر:۲۲ ـــ ۲۷۔ ضیاء القرآن، ج:۶، ص:۱۷۸ ـــ ۲۸۔ الزخرف:۱۲ ـــ ۲۹۔ تفہیم القرآن، ج:۵، ص۵۲۶ ـــ ۳۰۔ الذاریات:۴۹ ـــ ۳۱۔ فی ظلال القرآن، ج:۶، ص:۱۷۴ ـــ ۳۲۔ تفہیم القرآن، ج:۵، ص:۵۲۶ ـــ ۳۳۔ جواہر القرآن، ج۳، ص:۹، ۱۹۸ ـــ ۳۴۔ ڈاکٹر یلوک نورباقی، قرآنی آیات اور سائنسی حقائق (مترجم سید فیروز شاہ) ص:۳۱ تا ۳۵ ـــ ۳۵۔ الفرقان:۵۳ ـــ ۳۶۔ الرحمٰن:۱۹، ۲۰ ـــ ۳۷۔ تفسیر القرآن العظیم (ابن کثیر) ج:۳، ص:۲۱۹۹ ـــ ۳۸۔ تفسیر بیضاوی، ص:۵ ـــ ۳۹۔ تفسیر کبیر، ج:۲۳، ص ـــ ۴۰۔ تفسیر جلالین، ص:۳۰۴ ـــ ۴۱۔ تفسیر مظہری، ج:۹، ص:۱۳۴ ـــ ۴۲۔ الرحمٰن، :۱۹، ۲۰ ـــ ۴۳۔ تفسیر ابن کثیر، ج:۵، ص:۱۷۳ ـــ ۴۴۔ تفسیر مظہری، ج:۱۲، ص:۲۸ ـــ ۴۵۔ تفسیر حقانی، ج:۵، ص:۲۳۴ ـــ ۴۶۔ تفسیر عثمانی، ص:۴۸۶ ـــ ۴۷۔ تفسیر ماجدی، ج:۳، ص:۱۰۶۲ ـــ ۴۸۔ جواہر القرآن، ج:۱۲، ص:۲۲۱ ـــ ۴۹۔ تفہیم القرآن، ج:۳، ص:۴۵۸ ـــ ۵۰۔ الرحمٰن، :۱۹، ۲۰ ـــ ۵۱۔ فی ظلال القرآن، ج:۶، ص:۶۰۶ ـــ ۵۲۔ موریس بوکائیے، بائیبل قرآن اور سائنس (مترجم، ثناء الحق صدیقی، ص:۲۹۱) ـــ ۵۳۔ وحید الدین خان، مولانا، مذہب و جدید چیلنج، ص:۱۶۵ ـــ ۵۴۔ وحید الدین خان، مولانا، علم جدید کا چیلنج، ص:۶۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ